رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴

اللہ اکبر

اللہ اکبر

دہ ماہ ... عالیجناب حضرت ... ملت عظیم البرکت زبدۃ الاولیاء ... پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ

زیرِ سرپرستی

عالیجناب بافیض مآب مولانا الحاج صدر الافاضل صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ سجادہ نشین علی پوری

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

سیالکوٹ

قیمت فی جلد ۸

ہر انگریزی مہینے

جلد ۳۲ نمبر ۳

فروری ۱۹۵۲ء



مدیر اعزازی
جناب صاحبزادہ حاجی حافظ انور حسین شاہ
علی پوری

مدیر مسئول
حاجی مولوی محمد امام الدین
رائے پوری

مولوی محمد امام الدین رائے پوری ایڈیٹر ... رسالہ انوار الصوفیہ تعلیمی پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر ... مسجد ... سیالکوٹ سے شائع کیا

قواعد و ضوابط

۱۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا (۲) بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا (۳) کتاب و سنت اور فقہ کی روشنی میں مسائل کرنا (۴) عوام کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہوار انوار الصوفیہ سیالکوٹ

جلد ۴۴ ماہ رجب ۱۳۷۱ھ مطابق فروری ۱۹۵۲ء نمبر ۳

نعت شریف از خواجہ غریب نواز

سلطان الہند خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

درجان چو کرد منزل جانان ما محمد
صد در کشادہ در دل از جان جانان ما محمد

ما بلبلیم نالان در گلستان احمد
ما لولوئیم در جان عمان ما محمد

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم!
پشتر سرد چون گیاہیم بالان ما محمد

از درد زخم عصیان ما را چہ غم چو سازد
از مرہم شفاعت درمان ما محمد

مروز خون عاشق در عشق گر بدر شد
فردا از دوست خواہیم تاوان ما محمد

ما طالب الہیم بر دین مصطفا ہیم
بر در گہش گدائیم سلطان ما محمد

از امتان دیگر ما آمدیم برسر!
واں را کہ نیست یاور برہان ما محمد

اے آب دگل سر درے دعم جان و دل دردے
تا بشنود بہ یثرب افغان ما محمد

در باغ و بوستانم دیگر مخوان معینے
باغم بشنت قران بستان ما محمد

مکرمی و معظمی خواجہ صاحب زاد لطفکم

از چوہدری شاہ احمد صاحب لائل پور

معروض آنکہ بتعمیل ارشاد مندرجہ رسالہ انوار الصوفیہ ایک خط حضرت قبلہ شاہ صاحب کا جو محفوظ رہ گیا ہے ۔ خدمت عالیہ میں ارسال کرنے کی جرائت کرتا ہوں ۔ اس خط میں شیخ کا اپنے مرید پر ہر وقت نظر عنایت اور اس کے دینی و دنیاوی امور کا خیال رکھنے کا ذکر ہے ۔ چنانچہ اس خط کے الفاظ بظاہر آپ سے کئی ہزار میل کے فاصلے پر ہوں ۔ مگر دل سے بہت نزدیک ہوں ؂

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست ✤ مے بینمت عیاں و دعا مے فرستمت

سے ظاہر ہے ۔ اس کے متعلق اپنے دو واقعہ عرض کرتا ہوں ۔

اول ۱۹۵۲ء کا ذکر ہے کہ اول میں ایک مقدمہ کی پیروی کے متعلق جالندھر سے خان پور ریاست بہاولپور جایا کرتا تھا ۔ کراچی میل ان ایام میں رات کے ۹ بجے کے قریب لاہور پہنچتی تھی ۔ اور اسی وقت ہی لاہور سے جالندھر کو گاڑی چلتی تھی ۔ اور وقفہ کوئی نہ تھا ۔ میں اگر کراچی والے پلیٹ فارم سے جالندھر والے پلیٹ فارم پر جاتا تو بہت دور اور بہت وقت لگتا ۔ اور جالندھر جانے والی گاڑی پر نہ پہنچ سکتا ۔ میں جلدی سے پہنچنے کے لئے ریلوے لائن کی پٹڑیوں کو عبور کر کے جالندھر جانے والی گاڑی والے پلیٹ فارم پر جانے لگا ۔ تو جب میں عین ریلوے لائن کی پٹڑیوں کو عبور کرنے کی کوشش میں قریباً پٹڑیوں کے درمیان میں تیزی سے گزر رہا تھا تو یکایک ایک آواز زور سے "او شاہ محمد" میرے کان میں پہنچی جو حضرت قبلہ شاہ صاحب کی آواز تھی ۔ میری توجہ آواز کی طرف گئی ۔ تو دیکھا کہ ریل کا انجن شنٹ کرتا میری طرف بالکل نزدیک ہی آ رہا ہے ۔ اگر یہ آواز نہ آتی ۔ تو لازماً میں انجن کی زد میں آجاتا ۔ اس آواز نے میری توجہ انجن کی طرف کی ۔ اور میں جھٹ لائن کو عبور کر گیا ۔ اور اسی طرح سے ہلاکت سے بچ گیا ۔

دوئم

ایسا ہی سنہ ۱۹۴۹ء دسمبر ۱۹۴۹ء کا ذکر ہے ۔ کہ حضرت قبلہ شاہ صاحب چک ۲۹۰ ر ب تحصیل لائلپور تشریف فرما ہوئے ۔ اور میں بھی لائل پور سے خدمت میں حاضر ہوا ۔ (ان دنوں لائلپور کے گردونواح بلکہ سارے علاقہ میں رات کے وقت سڑک یا نہر کی پٹڑی پر چلنا خطرناک تھا ۔ بہت وارداتیں ایسی ہوتی تھیں کہ ایک شخص سائیکل پر سوار سڑک یا نہر کی پٹڑی پر سے گزر رہا ۔ چور یا ڈاکو نے سائیکل سوار کو گرایا اور سائیکل لے کر رفو چکر ہو گیا) عشاء کے وقت واپس آنے لگا ۔ تو باہر سخت اندھیرا تھا ۔ پہلے تو خیال نہ کیا ۔ مگر جب نہر کی پٹڑی پر آیا تو ڈر گیا ۔ ایک ہو کا عالم تھا ۔ اور نزدیک سے بھی کچھ دکھائی نہ دیتا اسی وقت خیال آیا کہ میں شاہ صاحب کی خدمت سے آیا ہوں مجھے کیا ڈر ہے ۔ اور میں نہر کی پٹڑی پر چل پڑا ۔ راستے میں چند لوگ میرے پاس سے گزرے ۔ جب بالکل نزدیک آجاتے تو وہ مجھے اسلام علیکم کہتے ۔ اور میں جواب دیتا ۔ اور بالکل ... کانہ نہر پہنچ گیا ۔ چند روز کے بعد جب میں دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو صاحبزادہ حافظ اختر حسین صاحب

کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ جب میں رخصت لے کر چلا گیا۔ تو اس کے جلد ہی بعد حضرت قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ شاہ محمد کہاں ہے صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ وہ چلا گیا ہے۔ فرمایا "اچھا" یہ وقت وہی تھا جب میں نہر کی پٹڑی پر پہنچ کر ڈر گیا تھا۔ غرض حضرت قبلہ شاہ صاحب کی توجہ نے مجھے بخیریت بے دریغ شہر پہنچا دیا۔

طالب دعا بندہ شاہ محمد عفی عنہ۔ ایڈوکیٹ نزد ذیل گھر لائلپور۔

نوٹ:۔ خط قبلہ شاہ صاحب مرسلہ محفوظ رکھیں اور اگر ہو سکے تو بندہ کو واپس عنایت ہو جاوے۔ کیونکہ بطور تبرک اپنے پاس رکھنے کی آرزو ہے:

(نقل) متبرک اور مقدس مکتوب سرکار علی پوری اقدس جو حضور نے ۱۵ اگست ۱۹۰۷ء کو میرے محترم ہم جماعت چوہدری شاہ محمد صاحب بی۔ اے ایڈوکیٹ کو بنگلور سے ارسال فرمایا۔ مکتوب نورانی دین و دنیا ایمان ایقان کی برکتوں سے لبریز ہے۔ اور چوہدری صاحب نے جو مکتوب اس مکتوب گرامی کے ہمراہ ارسال فرمایا۔ دوسرے از دیاد ایمان (؟) رسالہ ناظرین کیا جاتا ہے (؟) درج

"مجھے مکارم اخلاق مخلصم چوہدری صاحب زاد لطفہم السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ طالب خیریت بخیریت آپ کا ایک محبت نامہ پہنچا۔ نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ الحمد اللہ کہ آپ نے بھی مدت مدید کے بعد اس فقیر کو یاد کیا۔ جواب میں بباعث کاہلی اور ناسازی طبع کے تاخیر واقع ہوئی۔ مگر یہ یاد رکھیں۔ کہ فقیر نے اس عزیز کو فراموش نہیں کیا۔ اگرچہ بظاہر آپ سے کئی ہزار میل کے فاصلہ پر ہوں۔ مگر دل سے بہت نزدیک ہوں۔

؎ در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

آپ کا مضمون رسالہ انوار الصوفیہ میں پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ اگرچہ مضمون مختصر تھا۔ مگر تاہم بہت عمدہ تھا۔ امید ہے کہ آپ پھر بھی امتحان کے بعد مضامین لکھنے کے واسطے کوشش کر کے اپنے فیوض سے مخلوق خدا کو مستفیض فرمائینگے۔

برکریمان کارہا دشوار نیست!!

جناب حافظ انور علی صاحب نے ماسٹر کرم الہی صاحب بی۔ اے۔ وکیل کے مضمون کی بہت تعریف کی ہے۔ اور آئندہ بھی مضامین نویسی کی نسبت تاکید کرتے ہیں۔ اور فقیر دعا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو امتحان دینی و دنیاوی میں کامیابی نصیب فرمادے۔ آمین۔ ثم آمین۔

اور فقیر نیلگری سے رخصت ہو کر معہ مولوی خیر شاہ صاحب و حافظ ظفر علی صاحب پرسوں سے بنگلور میں وارد ہے۔ یہاں سے رخصت ہو کر مدراس حیدر آباد۔ بمبئی۔ احمد آباد۔ گجرات دہلی۔ رہتک وغیرہ شہروں میں قیام کرتے ہوئے ۸ یا ۹ ستمبر کو لاہور پہنچینگے اور پھر وہاں سے سیدھا علی پور جاوینگے کیونکہ وہاں پر ۱۳ ستمبر کو والدہ صاحبہ مرحومہ مغفورہ کا ختم شریف ہے جس پر حاضری ضروری ہے۔ ورنہ اس ملک میں ابھی قیام کرنے کی بہت ضرورت تھی۔

نیلگری میں قریباً تمام لوگ مرد و عورت داخل طریق ہو گئے ہیں۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔ اور آپ ذکر فکر مراقبہ سحر خیزی۔ اتباع شریعت میں کوشش کرتے رہا کریں

انشاءاللہ تعالیٰ اس کی برکت سے سب مشکلات دینی و دنیاوی آسان ہو جائینگی - اور آپ علی پور فقیر کے ہمراہ جانے کے واسطے لاہور میں تیار ہیں - اور امتحان کی کامیابی کے واسطے (دیاحافظ) یک صد مرتبہ ہر روز پڑھا کریں اول آخر درود شریف تین مرتبہ پڑھ لیا کریں - اور سب یاران وبرسا ...حال کو اسلام علیکم اور بھی کی جو چیز مطلوب ہو قاضی محلہ جدید خواجہ حسن شاہ عبدالغنی صاحبان کی معرفت تحریر فرمادیں -

الراقم جماعت علی عفی عنہ بقلم خود از بنگلور ۱۵ اگست ۱۹۰۷ء

نورانی ارشاداتِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) ارشاد فرمایا جو شخص گناہ پر قسم کھا کر کسی کا ناحق مال حاصل کریگا - تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملیگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا

(۲) فرمایا - ایمان دار کی طبیعت میں سوائے خیانت اور دروغ کے یہ ایک خصلت ہو سکتی ہے -

(۳) ارشاد فرمایا - جب مندرجہ ذیل چار چیزیں تم میں ہوں تو تم کو کچھ ضرر نہیں - خواہ دنیا کی کوئی اور چیز تمہارے پاس نہ ہو - (۱) راست گفتاری (۲) حفظ امانت (۳) خوش خلقی (۴) غذائے حلال -

(۴) ارشاد فرمایا کہ میں تم کو خداوند کریم سے تقویٰ کی - راست گفتاری - اور ادائے امانت اور عہد کے پورا کرنے کی دکھانا دینے اور تواضع کرنے کی وصیت کرتا ہوں -

(۵) فرمایا - ہر ایک جھوٹ آدمی کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے - سوائے اس جھوٹ کے جس سے دو مسلمانوں میں صلح کرائی جائے

(۶) باہم آپس میں نہ حسد کرو - نہ بغض کرو - نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو - اور اللہ تعالیٰ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ -

(۷) فرمایا - غیبت سے بچو - غیبت کا گناہ زنا سے زیادہ سخت تر ہے -

(۸) ارشاد فرمایا - اے لوگو جو زبان سے اقرار ایمان کرتے ہو - مگر دلوں سے ایمان نہیں لائے ہو مسلمانوں کی غیبت نہ کرو - نہ انکی غیبت کے درپے ہو - جو کوئی اپنے بھائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ اسکی غیبت کے درپے ہوتا ہے - اور جس شخص کی غیبت کے درپے اللہ تعالیٰ ہوتا ہے - اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا کرتا ہے -

(۹) فرمایا - آگ خشکی میں اتنی جلدی نہیں لگتی - جتنی جلدی غیبت بندہ کے حسنات کو خشک کر دیتی ہے -

(۱۰) ارشاد فرمایا - اس کے لیے خوشخبری ہے - جس کا اپنا عیب لوگوں کے عیب سے مانع ہو -

(۱۱) فرمایا - چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا -

(۱۲) فرمایا - تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہونگے - جو خلق میں اچھے ہونگے - جن کے پہلو نرم ہیں - ایسے کہ اوروں سے الفت کرتے ہیں - اور لوگ ان سے الفت کرتے ہیں - اور تم میں سے خدا کے نزدیک بُرے وہ ہیں - جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں - اور بھائیوں میں جدائی ڈالتے ہیں - اور صاف آدمیوں کے عیب ڈھونڈتے رہتے ہیں -

(۱۳) فرمایا - جو شخص کسی مسلمان پہ ایک لفظ سے اشارہ کر کے ناحق عیب لگادے اللہ تعالیٰ اسی لفظ سے قیامت کے دن

اس کو عیب لگائے گا۔

(۱۴) فرمایا۔ جو شخص کسی مسلمان پر گواہی دے جھوٹی۔ جس بات کو وہ نہ جانتا ہو۔ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کریگا۔

(۱۵) فرمایا۔ بدترین آدمی وہ ہے۔ جس کو لوگ اس کی برائی کی وجہ سے خوف کریں۔

(۱۶) فرمایا۔ چغل خور حلال زادہ نہیں ہوتا۔

(۱۷) فرمایا۔ جو شخص دنیا میں دورویہ ہوگا۔ دو رخی باتیں کرے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے دو زبانیں آگ کی ہونگی۔

(۱۸) فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت دور۔ میرا دورویہ آدمی کو پاؤ گے۔ جو ان سے کچھ کہتا تھا اور ان سے کچھ۔

(۱۹) فرمایا۔ مال و جاہ کی محبت نفاق کو دل میں ایسا ابھارتی ہے۔ جیسے آگ کو پانی۔

(۲۰) فرمایا لوگوں میں برا وہ ہے جسکے شر کی وجہ سے لوگ اس کی تعظیم کریں۔

(۲۱) فرمایا۔ جب تم اپنے بھائی کی تعریف اسکے منہ پر کی تو اسکی گردن پر استرا پھیرا۔

(۲۲) فرمایا۔ تعریف کرنے والے کے منہ پر خاک ڈالو۔

(۲۳) فرمایا۔ علم طلب کرو۔ اور علم کے ساتھ حلم اور وقار کو تلاش کرو۔ اور اس سے نرمی کرو جس کو کچھ سکھاؤ اور جس سے خود سیکھو۔ اس کی تعظیم و تکریم کرو۔ اور جاہل علماء کے سے مت بنو۔ کہ تمہارا جہل علم پر غالب کر جائے۔

(۲۴) فرمایا۔ الٰہی مجھ کو تونگر کر علم سے زینت دے علم سے اور بزرگی دے تقویٰ سے۔ اور جمال دے تندرستی سے۔

(۲۵) فرمایا۔ تو اس سے مل جو تجھ سے جدا ہو۔ اور دے اس کو جو تم کو محروم رکھے۔ اور تم سے جہل سے سلوک کرے۔ تو اس پر علم کر۔

اعلان

اس سے پہلے بھی یاران طریقت کی خدمت میں کئی بار اطلاعات دی گئی ہیں۔ کہ اعلیٰ حضرت امیر الملت قیوم العالم غوث الاعظم قبلہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کی ملفوظات طیبات و متبرک سوانح عمری زیر ترتیب ہے۔ اسلئے ہر یاران طریقت اپنے اپنے خاص حالات اور کرامات سرکار علی پوری تحریر فرماکر ایڈیٹر رسالہ کی خدمت میں یا خاکسار کے نام ارسال فرمادیں۔ تاکہ انکو بھی حالات پاک میں مناسب جگہ درج کرایا جاوے۔

العارض خاکسار کمترین غلام غلامان سرکار علی پوری محمد کرم الٰہی بی۔ اے

جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ سیالکوٹ

اے میرے خدا

(از جناب قاضی نور محمد صاحب فاروقی)

قارئین کرام دعا فرما دیں۔ کہ جس مقصد کو مدنظر رکھکر یہ اشعار لکھے گئے ہیں۔ خداوند کریم وہ مقصد پورا کریں۔ آمین۔ نور محمد عابد فاروقی

اے منزل امید میں انسان کے رہبر ٭ آلام و مصائب کا نظر آتا ہے منظر
ہاں دیکھ مسرّت کا لٹا جاتا ہے ساغر ٭ میخانے میں ساقی ہے بپا شورش محشر

ہاں دیکھ زمانے کی جفا دیکھ رہا ہوں!
بدلی ہوئی گلشن کی فضا دیکھ رہا ہوں

وہ دیکھ رہا ہوں جو ضیا سوز نظر ہے ٭ اے میری دعا۔ تیرا وہ اعجاز کدھر ہے
آلام کے تیروں کا ہدف میرا جگر ہے ٭ اے صاحب آفاق تجھے کچھ بھی خبر ہے

دیرینہ تمناؤں کا حاصل نہیں ملتا
طوفاں ہے مقصود کا ساحل نہیں ملتا

کاشانہ ہستی ہے تہہ یورش طوفاں ٭ تاریک گھٹاؤں کا جگر برق بداماں
پُرشور ہواؤں کی نظر غیرت پیکاں ٭ ہے تو ہی مراد اے الم خالق دوراں

اے خالق دوراں تیرا نام خدا ہے
اے میرے خدا مجھ پہ مصائب کی گھٹا ہے

موضع موہال متصل دینا ضلع جہلم میں حضرت قبلہ امیر ملت مرحوم کا ختم شریف

ماہ فروری ۱۹۵۲ء کی ابتدائی تاریخوں میں چوہدری فضل کریم یار طریقت نے قرآن مجید کا ختم شریف کرایا۔ اس کے بعد نمکین پلاؤ۔ مرغن و زردہ و سالن تمام حاضرین کو کھلایا گیا۔ اور حضرت قبلہ امیر ملت کی روح مبارک کو اس کا ثواب پہنچایا گیا۔ اس مجلس میں حضرت صاحبزادہ سید حافظ محمد حسین صاحب سجادہ نشین علی پوری واحضر تھے۔ آپ اس ختم شریف کی محفل سے بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اسی طرح تمام یاران طریقت اپنی محبت و جذبہ قلبی سے حضرت قبلہ کی روح مبارک کو مسرور کرتے رہیں۔ تو سعادت دارین حاصل ہوگی۔

موضع لوٹہ متصل جہلم میں حضرت قبلہ امیر ملت مرحوم کا ختم شریف!

مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۲ء کو جمعدار افضل خاں صاحب یار طریقت اور انکی اہلیہ جمعدارنی صاحبہ نے حفاظ کو دعوت دیکر قرآن مجید کا ختم شریف کرایا اس کے بعد ایک دنبہ جو جمعدار صاحب نے اپنے گھر پالا ہوا تھا ذبح کر کے عمدہ مرغن نمکین پلاؤ اور زردہ پلاؤ تیار کیا گیا۔ اور فروٹ و پیسٹری کا انتظام کیا گیا۔ جملہ حاضرین کو چائے پلائی گئی اور پلاؤ وغیرہ کھلا کر حضرت قبلہ کی روح مبارک کو اس کا ثواب بخشا گیا۔ تمام حاضرین خوش ہوئے اور اخیر حضرت قبلہ صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب سجادہ نشین علیپوری نے دعا مانگی اور فرمایا کہ یاران طریقت کو بھی انکی تقلید کرکے حضرت قبلہ مرحوم کی روح مبارک کو خوش کرنا چاہیے۔ حضرت سجادہ نشین نے جمعہ مسجد عید گاہ میں پڑھایا۔ اور وعظ فرما کر لوگوں کے عقائد کی درستگی کی۔ حاضرین نے خوش ہو کر کہا کہ آجکل اس قسم کے مواعظ کی ضرورت ہے جبکہ ہر طرف سے الحاد اور بے دینی کا چرچا ہو رہا ہے۔ مولیٰ کریم اہل سنت والجماعت کو اس الحاد سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۵۲ء

مرسلہ حاجی عبد اللہ مہاجر امرتسری

ضرورت شیخ گذشتہ سے پیوستہ

از علی جناب حضرت مولانا حاجی الحاج رحمۃ اللہ و برکاتہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

پ ۵ ع ۶ - اور اگر یہ لوگ جس وقت ظلم کرتے ہیں۔ جانوں اپنی کو۔ آویں تیرے پاس۔ پس بخشش مانگیں اللہ سے اور بخشش مانگے واسطے ان کے رسول۔ البتہ پاویں گے اللہ کو پھر آنے (توبہ قبول کرنے) والا مہربان (بہت رحمت کرنے والا) از شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی

اس آیت کریمہ و شریفہ میں گنہگاروں، سیاہ کاروں اور بدکاروں یعنی خدا اور رسول کے احکام (شریعت) کی خلاف ورزی

کرنے والوں کو حصولِ معافی و بخشش و نجات کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ قبولیت توبہ و حصولِ رحمت الٰہیہ کیلئے اس میں تین شرطوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ (۱) خدمت نبوی میں حاضری۔ (۲) نبی کے سامنے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا۔ یعنی توبہ کرنا۔ (۳) رسول کا اللہ تعالیٰ سے ان کے (گناہوں کے) لئے سفارشاً معافی چاہنا اور بخشش مانگنا۔

جہاں تک نفسِ توبہ کا تعلق ہے چونکہ توبہ کرنا۔ افعالِ قلبی میں سے ہے گنہگار انسان جنگل میں پہاڑ کی غاروں میں مسجدوں میں۔ گھر کی کوٹھڑی میں جہاں چاہے تنہائی میں اپنے رب رحیم و کریم سے معافی مانگ سکتا اور توبہ کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کی اس آیت پاک میں جو ضابطہ قبولیت توبہ کا مقرر فرمایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ توبہ کا گواہ بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ ورنہ شریعت (عند اللہ و عند الرسول) میں بے گواہ کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں (جس طرح نکاح ایجاب و قبول کا نام ہے یعنی عورت و مرد ایک دوسرے کو قبول کریں۔ تو نکاح حقیقتاً تو ہو جائے گا۔ لیکن چونکہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول ہونا شرط ہے۔ اس لئے شریعت میں بغیر گواہوں کے نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔ اعتبار سے ساقط ہوگا) اور گواہ بھی اتنا عظیم الشان و المرتبہ ہونا چاہیئے جس کی بارگاہ رب العزت میں منظوری ہو۔ اور وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال فرما کر اس کے لئے بخشش گناہ کی سفارش کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات پاک میں آپ سے اعلیٰ و ارفع اور خدا رسیدہ اور کون گواہ ہو سکتا تھا۔ جو توبہ کی شہادت بھی دے اور بندہ گنہگار کو خدا سے معافی بھی لے دے۔ اسی لئے آیت پاک میں اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں (گنہگاروں) کو مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا۔ اور بخشش اور نجات چاہتے ہو تو ہمارے رسول کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے سامنے توبہ کرو۔ اور ان سے سفارش بھی کرا دو۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد قبولیت توبہ کے لئے اس ضابطہ (آیت قرآنی) پر عمل پیرا ہونے کی کونسی صورت ہے؟ اسی مضمون میں اس سے پیشتر بخاری شریف سے ایک حدیث نقل کی جا چکی ہے جس میں آیا ہے۔ کہ میرے بعد نبی تو نہیں آئینگے۔ ہاں خلفاء ہوں گے۔ اور بکثرت ہونگے۔ ان کے حقوق ادا کرنا ان سے تمہاری نسبت پوچھا جائے گا۔ (   ) مسلم شریف و ترمذی شریف (کتب احادیث) میں بھی اسی مضمون کی تائید میں روایتیں پائی جاتی ہیں کہ میرے بعد قرآن کریم اور میری عزت (اہل بیت) کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے۔ تو گمراہ نہ ہو گے او کما قال (بحوالہ تفسیر مظہری) ثابت ہوا۔ کہ جب تک دنیا میں گناہ اور گناہ کرنے والے موجود رہینگے۔ اور خدا کو راضی کرنے اور حصولِ نجات کے لئے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کی بھی اشد ضرورت رہے گی۔ تو حضور پر نور کے ارشاد پاک کے مطابق حضور کے نائب اور خلیفے بھی قیامت تک موجود رہیں گے تو حضور پر نور کی بجائے یہ کام ارشاد و ہدایت وغیرہ کا کرتے رہیں گے۔ مخلوق خدا ان کی خدمت حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنی اور ان کی سفارش سے حصولِ مغفرت و قبولیت توبہ میں کامیاب ہوتی رہے گی۔ اولیائے عظام و صوفیائے کرام کے چار بڑے سلسلوں (نقشبندیہ۔ قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ) کا وجود اس بات کا بیّن ثبوت ہے ؎

دستانِ در ذیل صاحبدلے
تازہ افزائش بیانی رفتے!

حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کسی اہل اللہ کے دامن کو تھام لے تاکہ اس کے لطف و کرم اور مہربانیوں سے (قرب حق کے) بلند مقامات حاصل کرے
غنیؒ صاحب فرماتے ہیں سہ سالک فرسد بے مرد پیر بجائے ؛ بے زور کماں رہ نبرد تیر بجائے سالک (راہ رو حق) پیر و مرشد کی مدد کے بغیر کسی جگہ نہیں پہنچ سکتا۔ یعنی رہ سلوک طے نہیں کر سکتا جس طرح کمان کے زور کے بغیر تیر کسی جگہ (نشانہ پر) نہیں پہنچتا راہ میں ہی رہ جاتا ہے۔
سہ حافظ از دست مدہ صحبتِ کشتی نوح ؛ ورنہ طوفان حوادث ببرد بنیادت۔ اے حافظ نوح کی کشتی میں بیٹھنے کو نہ چھوڑ۔ ترک نہ کر ورنہ حادثات کا طوفان تیری بنیاد کو بہا لے جائے گا۔ یعنی اہل اللہ کی صحبت سے دست بردار نہ ہو۔ ورنہ نفس شیطان کے مکر و فریب اور پھندوں میں پھنس کر تباہ برباد ہو جائے گا ؛ راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ بقلم خود از گنجاہ ؛

مندرجہ ذیل قصیدہ بعنوان شجرہ شریف از جناب ڈاکٹر شیخ اللہ دتا صاحب سب اسسٹنٹ سرجن انسلک مصر ماہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء رسالہ انوار الصوفیہ میں شائع ہوا تھا۔ یاران طریقت کی تفریح طبع کیلئے دوبارہ (۴۳ سال کے بعد) درج رسالہ کیا جاتا ہے۔؛

لکھوں کیا کہ مجھ میں طاقت نہیں ؛ فصاحت نہیں ہے بلاغت نہیں
حماقت ہے یہ اپنی جرأت نہیں ؛ کہ اشعار لکھنے کی عادت نہیں
بان ترجمان دِل زارہ شد
قلم بہر ارقام تیار شد!!
تیرا مدح گو ہر اک انسان ہے ؛ محبت تیری سب کا ایمان ہے
حبیب خدا کا دل و جان ہے ؛ محب اور محبوب رحمان ہے
تجھے دیکھنے سے گناہ دور ہوں
سیاہ دِل تیرے دم سے پُر نور ہوں
خدا نے تجھے مرتبہ وہ دیا! ؛ کہ قائل ہے ہر کس تیری شان کا
گئے ہر ولی کو جو فرداً عطا ؛ وہ اوصاف تجھ میں گئے ایک جا
یہ حق ہے تو ہے مظہر مصطفےٰ!
تجھے دیکھ حضرت کا عرفان ہوا
مشائخ تو دیکھے سُنے بے شمار ؛ بڑے مرتبے والے اللہ کے یار
محمدؐ پہ عاشق خدا پہ نثار ؛ ولی غوث اور قطب سے تاجدار
خدا نے تجھے برگزیدہ کیا!
تو شاہِ جماعت ہے حزب خدا
تو سب کام چھوڑا اور شجر شنا ؛ کہ ہو جس میں مذکور سب شاہ کا

اٹھیں ہاتھ سُن کرکے بہر دعا ؛ اجابت چُنے گوہرِ مدعا
کریں مشکل آسان وحاجت روا
زفیضِ مشائخ بلطفِ خدا

فقیر محمدؐ نے کی یہ عطا ؛ کہ نور محمدؐ سے حصّہ دیا
دیا فیض اللہ کا دربار بہا ؛ مریضوں کے حق میں تو عیسیٰ بنا
دکھایا جمال خدا آپ کو
کیا اشرفِ اولیاء آپ کو

زبیر شہ دیں نے کرکے بلند ؛ بنایا تجھے ثانی نقشبند
گناہوں سے معصوم اور بے گزند ؛ مجدد کیا اور عالم پسند
بنایا لقا باللہ اس شان سے
دیا حصّہ الکنگی عرفان سے

کیا تجھ کو درویش اور پارسا ؛ محمدؐ کا دے کرکے علم وحیا
تصرف دیا ناصرِ دین کا ! ؛ یہ سب فیض تھا خواجہ یعقوب کا
بخاری کی روشن ضمیری ملی !
فقیران دنیا پہ میری ملی !

سماسی نے تجھ کو کیا حق نما ؛ علی نے عزیز خلائق کیا
بنا کرکے محمود اوصاف کا ؛ دیوگر ہے پایۂ عارف ملا
مکمل کیا عبد خالق تجھے
دیئے خوبی وحسن یوسف تجھے

توجہ علی نے کی اس شان سے ؛ ملی قطبیت قطب خرقان سے
عروج دسیر شاہِ مستان سے ؛ فقیری ملی جعفری شان سے
بنا کر تجھے قاسم عرفان کا !
دیا مرتبہ شاہ سلمان کا!

سخا علم اور فہم تجھ کو ملے ؛ غنا وحیا کے ذخائر ملے
رہا عدل وانصاف گھر میں تیرے ؛ صداقتِ وایثار صدیق سے

محمدؐ نے شاہ جماعت کیا
کہ امت کو جا کر مری راہ دکھا

خدا اور محمدؐ نے بتلا دیا ؛ جماعت علی پیر ہے خلق کا
مرا سر ترا در شہ باصفا ؛ سنو عرض میری ذرا دل لگا

طبیب طبیبان عالم ہے تو
شفا دے کے مرضہائے عصیاں ہے تو

پڑا طالب بے نوا دور ہے ؛ تپ ہجر سے سخت رنجور ہے
تیرا ذکر اور تیرا مذکور ہے ؛ شب و روز یہ اس کا دستور ہے

مگر نفس و شیطان ہیں تاک میں
نہ ڈالیں کہیں فعل ناپاک میں

تصور جسے اصفیاء کہتے ہیں ؛ علاج دل مبتلا کہتے ہیں
لیا اس نے یوسفؑ بچا کہتے ہیں ؛ تپ ہجر کی ہے دوا کہتے ہیں

کرم سے مرے شامل حال کر
مرے نفس سرکش کو پامال کر

گوارا نہیں ہے یہ دوری مجھے ؛ بلالو ! بلالو ! ضروری مجھے
تیری چاہیے بس حضوری مجھے ؛ تصور تیرے سے صبوری مجھے

خدا را حجاب من و تو اٹھا
اٹھے مرحلہ قرب اور بعد کا

شب و روز طالب کی ہے یہ دعا ؛ ہمیشہ رہے مجھ پہ سایہ تیرا
تو حامی مرا اور میں تم پہ فدا ؛ رہے رسم قائم بفضل خدا

میں آتا رہوں۔ اور تو ملتا رہے
یہی دور تا حشر چلتا رہے

راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ بقلم خود از پنجاہ

تاریخ وفات حسرت آیات حضرت خواجہ پیر عبدالقادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرقدہ از چورہ شریف

قبلہ و کعبہ پیر قادر شاہ ❊ بود جہتاب حضرت چوراہ
شاد و فرحاں برفت زیں دنیا ❊ شد بجنت مقیم آں ذیجاہ
بہر سال وصال او بنویس ❊ گفت ہاتف بہ طالب کنجاہ
رہبر علم پیر قادر شاہ ❊ ماہر قرب پیر قادر شاہ

دیگر

صاحب درد و سوز لیس عامل ❊ واقف راز حق بسے کامل
گفت طالب بہ صدمہ دلسوں ❊ عاشق حق بحق شدہ واصل

راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ از کنجاہ۔

درود مسعود

بتاریخ مہ جنوری ۱۹۵۲ء اعلیٰ حضرت حضور قبلہ عالم سید السادات استاذ الاعلماء والمفضل الحاج حافظ مولنا سید محمد حسین شاہ صاحب مسندا سے دربار شریف عالیہ درگاہ مقدس حضرت شاہ جماعت رضی علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ بوقت ۱۱ بجے دوپہر چورہ شریف جنڈسے کیمل پور تشریف لائے۔ آپ چورہ شریف حضرت قبلہ کعبہ سیدی و مرشدی حضرت قادر بادشاہ صاحب جو اعلیٰ حضرت جناب باباجی فقیر محمد صاحب رح کے چھوٹے فرزند رشید تھے حضرت دربار چورہ شریف میں سب سے معمر ہستی پاک آپ کا ہی وجود مبارک تھا کہتے ہیں کہ ۱۲۰ سال کی عمر مبارک میں ۲۷ نومبر کو آپ اس دار فانی سے عالم بقاء کو سدھار گئے۔ چورہ شریف سے ۲۶۶ میل کے فیصلہ پر سید کسران کے قریب ایک گاؤں میں آپ کا وصال ہوا۔ صاحبزادہ عالیمقام حاجی محمد صدیق صاحب کو آپ کی وفات کی خبر ملی۔ تو آپ موٹر پر چورہ شریف میں آپ کو لائے لیکن واہ سے ان خاصان خدا کا جہان سے روپوش ہونا کہ باوجود اتنی دور سے لاش مبارک آئی۔ اور کافی دیر کفن و دفن میں ہو جانے کے باعث بھی آپ کا جسم اطہر بفضل رحمان اس طرح اپنی پوری ضیاء کے ساتھ نازک و نرم تھا۔ آپ کے جہلم پر ۲۰ جنوری ۱۹۵۲ء کو حضرت کا اجتماع کثیر تھا۔ ۲ بجے بعد نماز ظہر ختم شریف شروع ہوا۔ قرآن خوانی و نعت خوانی کے بعد حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب سید محمد حسین صاحب نے ایام مقررہ پر ختم شریف کی مجلس منعقد کرنے پر کافی قرآن پاک سے دلائل دے کر وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ کوئی کام دین و دنیا کا جب تک مقرر نہ کیا جائے سرانجام ہی نہیں پاسکتا۔ اسلئے یہ ایام جو حضرت صوفیائے کرام نے عرس وغیرہ مقرر کئے ہیں۔ یہ تبلیغ اسلام ہے۔ ایسی پاک مجلسوں میں مخلوق خدا کا اجتماع ہو جاتا۔ تو تبلیغ حق ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس

بات کی بیحد خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ دربار شریف چورہ شریف ہمارے سلسلہ عالیہ کا مرکز ہے۔ یہاں کوئی خلاف شریعت کام نہیں ہوتا۔ حضرت
صاحبزدگان عالی مقام کی صورت سیرت سے عیاں ہے۔ شانِ ولایت اور اس جہلم کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ صاحب حاجی محمد صدیق
جو کہ اس وقت اپنے والد صاحب مرحوم کے بالکل نمونے پر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ کا وجود مبارک اس لائق ہے۔ کہ آپ سند مبارک کی دستار
فضیلت پہنائی جائے۔ چنانچہ آپ نے پگڑی پیش کی اور حضرات پیر بادشاہ صاحب خادم بادشاہ صاحب اور حضرات قبلہ صاحب پیر نے
دستار بندی کی مبارک رسم ادا فرمائی۔ اس کے بعد الحاج صاحبزادہ خادم محمد حسین بادشاہ صاحب سجادہ نشین نے اپنے موعظہ حسنہ نے حاضرین
اسی مضمون پر روشنی ڈالی عجب بیان تھا۔ اسکے بعد نعت خوان نے نعت شریف وسلام پڑھا۔ اور قرآن شریف کے ختم جمع ہو کر ایصال ثواب
پیش کیا گیا۔ اور کپڑے حفاظ کو اور چندہ اصحاب کو عطیہ دیئے گئے۔ بعد نماز عصر کے جلسہ برخواست کیا۔ صاحبزادہ حاجی محمد صدیق صاحب
سجادہ نشین اور صاحبزادہ صاحب مقبول حسین صاحب کی جانب سے مہمانوں کو خاص دعوت دی گئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بلند
اقبال ۴ جنوری کو جنڈ تشریف لے گئے اور ۵ جنوری ۱۹۵۲ء کو صبح ۹ بجے سوار ہو کر ۱۱ بجے کیمبل پور تشریف لائے۔ اس مسکین کے جھونپڑا کو رشک
گلزار بنایا۔ آپ کے ضیائے قدس سے بقول حضرت ماسٹر محمد کرم الٰہی صاحب جھونپڑا درویش کا قصر سلیمان ہو گیا۔ آپ شنبہ کو جلوہ فرما
ہوئے۔ اتوار کو R.P.A سنٹر میں رخصت تھی حضور نے ازراہ کرم نوازی R.P.A سنٹر کی جامع مسجد میں ایک بجے دوپہر سے ۳ بجے
تک اپنے فضلانہ طرز میں ایک جامع اور پر تاثیر واعظ ممبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔ حیات طیبہ پر آپ نے فرمایا۔ کہ حضور سرور دو عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے نور مبارک کو جمیع مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا۔ اور تمام انبیاء کرام کے بعد ظہور فرمایا۔ اس کی کیا وجہ ہے
حضور نے فرمایا کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ کہ جس قدر عزت و احترام والا افسر اپنے علاقہ میں جاتا ہے۔ اس کی عزت اس کے مرتبہ
کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ اگر بادشاہ وقت کسی جگہ رونق افروز دورہ فرمانے کا ارادہ ظاہر فرماتے ہیں۔ اسی قدر استقبال کی تیاری
کی جاتی ہے۔ جگہ جگہ دروازے بن جاتے ہیں جس جگہ سے گزرنا ہو۔ اس طرح شہنشاہ کون ومکان پھر سب انبیاء کے بعد دنیا میں جلوہ فرما
ہوئے۔ کہ سب انبیاء اپنے اپنے وقت اپنی اپنی امت کو آگاہ کرتے گئے۔ کہ خیر البشر سردار انبیاء امام المرسلین خاتم النبیین تشریف لانے
والے ہیں۔ ان کی تابعداری کے بغیر ایمان نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ یا یہ وجہ تھی۔ دیکھو قرآن مجید میں تمام سابقہ امتوں کے عذاب
ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ اور سابقہ کتابوں کے ذکر بھر ختم ہو گئے۔ اب جو کوئی بھی قرآن مجید پڑھتا ہے۔
کہ ان معذوب قوموں کا حال پڑھ کر عبرت حاصل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ ہی حضور اکرم علیہ السلام کے سب کے بعد تشریف لانے کا
باعث فرمایا۔ کہ میرے پیارے حبیب کی امت کے بداعمالوں کا حال دوسری قومیں نہ ملاحظہ کر سکیں۔ اور یا یہ کہ نبوت آپ پر ختم
کی۔ اگر آپ پہلے تشریف لاتے۔ تو قیامت تک آپ کی نبوت کیسی ہوتی۔ اس لئے سب کے بعد آپ تشریف لائے۔ تاکہ قیامت تک
اور میدان قیامت ہی بھر آپ کی ہی سلطنت ہو گی۔ اب آپ کا ہی زمانہ نبوت جاری ہے۔ اگر کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کاذب
ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے سب انبیاء سے میثاق کے دن آپ پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا وعدہ لیا۔ کئی لوگ لیتے ہیں
کر لولیا ... لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ایمان لاؤ گے۔ اور امداد کرو گے۔ دیکھو قرآن مجید پارہ ۳ ... کی پہلی

تو شان حبیبِ پاک معلوم ہو جائے گی۔ پھر فرمایا۔ اپنی زندگی کو بہتر بنانے کیلئے انسان کتنی کوشش کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اپنا مال نیک کاموں یا اسلامی تعلیم پر نہیں خرچ کرنا چاہتا۔ فرمایا کہ امام ربیعہ بن عبدالرحمٰن جن کے شاگرد امام مالک جیسے انسان تھے۔ عبدالرحمٰن سپاہی تھے۔ ۲۵ ہزار اشرفی کمائی اور اپنی عورت کو دیکر فرمایا کہ دیکھو اس کی بڑی حفاظت کرنا۔ میں شاید کب جنگ سے واپس آسکوں جب عبدالرحمٰن غزا کیلئے تشریف لے گئے۔ تو آپ کی بیوی حاملہ تھی۔ قدرت خدا کی ان کے جانے کے چند ماہ بعد حضرت ربیعہ پیدا ہوئے آپ کی والدہ نے ان کو پانچ برس کی عمر میں سکول میں داخل کرا دیا۔ آپ جب نوجوان ہو گئے تو تمام علوم سے فارغ ہو گئے۔ وہ ۲۵ ہزار اشرفی آپ کی والدہ نے آپ کی تعلیم پر خرچ کر دی۔ ۲۵ سال کے بعد عبدالرحمٰن اپنے سپاہی رنگ میں گھوڑے پر سوار نیزہ اور شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے رات کے وقت اپنے گھر کے دروازے پر آیا۔ آواز دی حضرت ربیعہ باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک سپاہی گھوڑے پر سوار گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو فرمایا کہ صاحب یہ پردے دار گھر ہے۔ اس میں غیر آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اتنے میں امام مالک آپ کے طلباء میں سے ہوشیار طالب علم تھے۔ آگے فرمایا کہ حضرت آپ کہاں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اس میں کسی غیر کو اجازت نہیں۔ اتنے میں آپ کی والدہ ماجدہؓ نے اپنے خاوند کی آواز سن کر فرمایا۔ آنے دو۔ آپ اندر داخل ہو گئے۔ امام صاحب اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ مسجد نبوی میں اس وقت آپ ہی درس دیتے تھے۔ کئی ہزار مخلوق خدا آپ کے درس میں شامل ہوتے۔ جب حدثنا کا لفظ زبان سے نکلتا تھا تو ہزارہا لکھنے والے لکھنا شروع کر دیتے تھے۔ وہ صبح بھی اس باپ کے لئے کیسی مبارک صبح تھی۔ جس کا فرزند مسجد نبویؐ کا امام اور درس دینے والا تھا۔ وہ رات کے گزرنے پر صبح کی نماز کے لئے حاضر دیار نبوی ہوئے بعد نماز فجر ربیعہؓ نے درس دینا شروع فرمایا۔ یہ عجب ہی کیفیت کہ حضرت عبدالرحمان نے ملاحظہ فرمایا۔ درس سنکر جب گھر واپس آئے تو اپنی بیوی کو فرمایا۔ کہ مسجد نبوی میں ایک صاحب کمال ہی ہے جس نے آج درس دیا ہزارہا شاگرد اس کے حلقہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور دنیا اس کے چہرہ اطہر کی زیارت کیلئے بے تاب نظر آتی ہے۔ جو الفاظ اس کی زبان اقدس سے نکلتے ہیں۔ وہ فوراً لکھنے والے لکھتے جاتے ہیں۔ کیا خوش نصیب فرزند ہے۔ اور کیسے خوش نصیب اس کے والدین ہیں۔ جن کا ایسا باکمال فرزند ہے۔ آپ کی بیوی نے جواب میں عرض کیا۔ اے میرے سردار کیا آپ ۲۵ ہزار اشرفی لینا چاہتے ہیں یا ایسا فرزند تو بے ساختہ آپ نے فرمایا۔ کہ ایسا فرزند تو آپ کی بیوی نے فرمایا۔ کہ مبارک ہو۔ یہ فرزند الحمد آپ ہی کا بیٹا ہے۔ اور وہ اشرفیاں اس کے تعلیم حاصل کرانے پر میں نے خرچ کر دی ہیں۔ عبدالرحمٰن خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ ایسے مبارک تھے وہ لوگ جن کو دینی تعلیم دلا کر اتنی راحت حاصل ہوتی تھی۔ آج پھر کوئی ایسا والدین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جہلم کے ضلع میں ایک راجہ صاحب تھے۔ ان کو کسی نے پوچھا کہ آپ کے کتنے فرزند ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ایک دریافت کرنے والے نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے بہت سے لڑکے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ میرا ایک لڑکا حافظ قرآن پاک ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس کا ہی فائدہ ہوگا۔ اس لئے اپنی اولاد کو اسلام کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے۔ یہ ہے حیات طیبہ جس کو نصیب ہو جائے آپ کا وعظ تھا۔ یا بہتا ہوا سمندر تھا۔ اس کے بعد آپ نے نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ مومن اور کافر میں صرف نماز کا ہی فرق ہے۔ خدا تعالےٰ کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا

کہ کلمہ شریف پڑھو۔ سب نے باآوازِ بلند کلمہ شریف پڑھا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ دیکھو میں نے تمہارے سامنے ہاتھ کھڑا کیا۔ میرے گواہ رہنا کہ میں تا زندگی پھر کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا۔ سب ہاتھ کھڑے کرو۔ وضو کی حالت میں مسجد شریف میں کلمہ پڑھ کر وعدہ کرو۔ کہ آئندہ زندگی میں کبھی نماز ترک نہیں کریں گے۔ میں تمہارا گواہ ہوں۔ اس وعدے کو یاد رکھنا۔ آپ نے دعا فرمائی اور نماز عصر کے لئے جلسہ برخواست ہوا۔ بعد صوبیدار عبدالحق صاحب کی دعوت پر اس کے گھر مع چند احباب کے چائے نوش فرمانے کو تشریف لے گئے۔ سوا چار بجے کرنل عباس بیگ صاحب اپنی کار پر اپنے گھر حضور کو لے گئے۔ اگرچہ اس دن سخت سردی تھی۔ مگر آپ نے از راہ کرم نوازی کرنل صاحب کے گھر اپنے ضیائے سے نور پاش فرمایا۔ نماز مغرب بھی کرنل صاحب کے بنگلہ پر ہی باجماعت ادا فرمائی۔ جنوری کا واقعہ ہے ۶ بجکر ۳۰ منٹ پر صوبیدار گل میر صاحب کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے۔ وہاں تقریباً آدھ گھنٹہ تک جلوہ فرما رہے۔ پھر اس خادم کے جھونپڑا پر واپس تشریف لے آئے صبح ۹ بجے ۷ جنوری اس غریب خانہ پر رونق افروز رہے۔ مخلوق خدا کو اپنے روحانی فیوض و برکات سے مالامال فرماتے رہے۔ شام کے ۶ بجکر ۲۰ منٹ پر کپتان محمد عالم صاحب کی دعوت پر اس کے بنگلہ پر تشریف لے گئے۔ ۷ بجکر ۳۰ منٹ پر واپس تشریف لے آئے۔ ۸ جنوری کو صبح ۹ بجکر ۱۰ منٹ پر پاکستان ایکسپریس پر راولپنڈی تشریف لے گئے۔ ہمارے پیر بھائیوں میں صوبیدار میجر گل بہادر خان اور ان کی رفیقہ حیات قابل ذکر ہستی ہیں۔ ½۲ کی دوپہر کا کھانا ان کے بنگلے پر تھا۔ اور ان کی رفیقہ حیات داخل سلسلہ عالیہ ہو گئیں۔ خدا تعالےٰ ان کے ہر کام میں اپنی رحمت خاص سے برکت عطا فرما دے۔ اور بابو محمد اشرف ہمارے نوجوان پیر بھائیوں میں بڑے جان نثار پیر بھائی ہیں۔ مولوی فضل کریم صاحب حوالدار محمد لطیف جمعدار سلطان علی صوبیدار فیض احمد صاحب۔ صوفی غلام حسین صاحب محمد اکرم اور جملہ پیر بھائیوں کے لئے حضور نے دعا فرمائی۔ جمعدار فضل کریم صاحب بھی محبت والے آدمی ہیں۔ آپ نے سب کیلئے دعا فرمائی۔ گاڑی کیمل پور سے روانہ ہو گئی۔ گھر آئے تو وہ جگہ بھی حضور کے دیدار کے لئے بے تاب تھی۔

بقیہ مضمون ۲۳

ایک تبلیغی خط

تہذیب و تمدن۔ روش و طریقہ۔ چال ڈھال سے روک دیا گیا ہے۔ اور ان کی راہ کو غلط اور متروک العمل قرار دیا گیا ہے۔ تو آج جو مسلمان ہو کر اُدھر دیکھے ان کا خیال کرے۔ اور اس راہ پر چلے۔ تو وہ فریب خوردہ نہیں تو کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ (اسلام) پر قائم رکھے۔ اور عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ از کنجاہ گجرات پنجاب

صوفیاء کرام اور تصوف

از مولنا مولوی غلام رسول صاحب گوہر صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ قصور

تصوف اہل باطن کے حال اور طریقے کا نام ہے۔ اور جو علم ان کے حال اور اوصاف سے بحث کرتا ہے۔ اس کو علم تصوف یا علم طریقت کہتے ہیں۔ اور جو علم انسان کے ظاہری احکام کو بیان کرتا ہے۔ وہ علم شریعت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ بیشک اللہ نے مومنوں پر یہ احسان کیا۔ کہ ان میں انہیں میں سے بڑی شان والا (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) رسول بھیجا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب (قرآن) اور حکمت کی (حدیث، سنت) کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے قبل کھلی گمراہی میں تھے۔ اس آیت سے علم شریعت اور علم طریقت دونوں ثابت ہیں۔ تلاوت کتاب اور تعلیم کتاب سے علم شریعت اور تزکیہ نفوس اور تعلیم حکمت سے علم طریقت (تصوف) مراد ہے۔

علم شریعت (درس و تدریس) سے حاصل ہوتا ہے۔ اور علم طریقت اہل تصوف (صوفیاء کرام) کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں آیات کے مطابق دونوں علم حاصل کرتے تھے۔ اگر وہ علم شریعت کے امام و پیشوا تھے۔ تو علم طریقت میں بھی وہ بہت اونچے مقام پر فائز تھے۔ کہ ان کے بعد والے ان کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے۔ وہ کتاب و سنت کی تعلیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آئینۂ صفات کے اندر مشاہدہ کرتے تھے۔ اور وہ جو کچھ اپنی آنکھوں سے آپ کی صحبت میں رہ کر دیکھتے۔ اس سے وہ اپنے حال کی اصلاح اور بواطن کا خس و خاشاک سے تزکیہ کرتے تھے۔ جس بلند ترین مقام قرب پر صحبت پہنچاتی ہے۔

وہاں شک نہ ذات دریافت جو محض علم و سماع سے مکتسب ہے۔ ہرگز نہیں پہنچا سکتی۔ جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ بڑے عابد و زاہد اور بڑے مرتاض تھے لیکن کسی صحابی کی شان کو نہیں پا سکتے۔ حضرت پیران پیر سید شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے امیر معاویہ کے متعلق پوچھا کہ آپ ان کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا امیر معاویہ تو کاتب وحی اور بہت بڑی شان رکھتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ میں تو اس امیر کی شان کو نہیں پا سکتا۔ جو کسی ادنیٰ صحابی کے گھوڑے کے چلنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ سو جن عمل کا علاقہ صحبت سے ہے۔ وہ عمل تھوڑا بھی ہو تو اس بہت سے افضل ہیں۔ جو صحبت سے خالی ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور سیرۃ کا تعلق صحبت سے ہے۔ جن لوگوں کو آپ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر وہ ہم تک سلسلہ بہ سلسلہ پہنچا۔

اس کے ہم تک پہنچنے کے دو طریق ہیں۔ ایک کتابی جو علماء شریعت کے درمیان واقع ہے۔ اور دوسرا حضوری وہ علماء باطن میں پایا جاتا ہے یعنی جن امورات کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ اسی طرح آج ان امورات کو آپ کے نقش قدم پر چلنے والوں (صوفیاء) سے دیکھتے ہیں۔ جس طرح آپ کے زمانہ میں آپ کے ارشادات کو آپ کے حال سے مطابق کر کے دیکھا جاتا تھا۔ اسی طرح آج بھی احادیث نبویہ اور آیات قرآنیہ کے معانی کو صوفیاء کرام اور اہل طریقت کے حال اور عمل سے ناپ کر دیکھا جائے گا۔

صرف کتاب وسنت کے پڑھنے پر قناعت کرنی۔ اور اہل تصوف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشینوں کے اسوۂ حسنہ کو ملاحظہ نہ کرنا انہیں لوگوں کا کام ہے۔ جو اپنی شقاوت کو سعادت سمجھ رہے ہیں۔ صِرَاطِ مُسْتَقِیْم پر چلنا اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک صوفیاء کی صحبت میں رہ کر دین کے حقائق و بصائر ان کے اعمال کی صورت میں نہ دیکھے۔ اگر صحبت اولیاء کے بغیر دین کی تکمیل کی کوئی وجہ ہوتی تو مولیٰ تعالیٰ قرآن میں یہ حکم کیوں دیتا کہ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے ایمان والو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور تم صادقین کے ساتھ رہو۔ اور جب صادقین (صوفیاء) کی معیت اور صحبت کا ایمان اور تقویٰ کے ہوتے ہوئے حکم ہو رہا ہے۔ تو اس سے یہ بات صاف طور پر سمجھی جاتی ہے۔ کہ صحبت صادقین کے بغیر ایمان اور تقویٰ کی تکمیل دشوار اور سخت دشوار ہے۔ اب ہم اس تمہید کے بعد اپنے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی صحبت کی فضیلت پانے والوں کا نام صحابہ رکھا گیا۔ کیونکہ ان کے واسطے صحبت رسول سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں تھی جس سے وہ نامزد ہوتے اور پھر دوسرے زمانہ میں صحابہ کرام کے دیکھنے والوں کو تابعین اور تیسرے زمانہ تابعین کے دیکھنے والوں کو اتباع تابعین کا نام دیا گیا۔ اس کے بعد لوگوں میں اور ان کے مراتب و مدارج میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تو جن کی طبائع دین کی طرف بہت زیادہ مائل تھیں۔ ان کو زہاد و عباد کہا جانے لگا۔ اور پھر اس کے بعد جب بدعت اور محدثات کی طرف لوگ جھک گئے۔ اور کئی ناموں سے فرقے اور گروہ پیدا ہو گئے۔ اور ہر ایک گروہ کو یہ دعویٰ تھا۔ کہ زہاد و عباد ہم میں ہیں۔ تو اہل سنت والجماعت زہاد و عباد صوفی کے نام کے ساتھ ان سے منفرد ہو گئے۔ اور ۲۰۰ ھ سے قبل ہی اہل سنت والجماعت کے زہاد و عباد صوفی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ اور سب سے پہلے ابو ہاشم قدس اللہ صوفی کے نام سے پکارے جانے لگے سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نے جب تک ابو ہاشم صوفی کو نہیں دیکھا تھا۔ تب تک میں نہیں جانتا تھا کہ صوفی کس کو کہتے ہیں۔

ابو الحسن سیروانی رح:۔ کہتے ہیں کہ ہمت کو یگانہ رکھنا اور خلقت سے بیگانہ رہنا۔ تصوف ہے۔ اور فرمایا صوفی واردات کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور رد کے ساتھ نہیں۔

ابو القاسم مقری رح:۔ فرماتے ہیں۔ صوفی۔ صوفی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ یہ حالت نہ ہو جائے کہ نہ اس کو زمین جگہ دے اور نہ اس پر آسمان سایہ ڈالے۔ اور نہ مخلوق کے نزدیک اس کی قبولیت ہی ہو اور وہ کل احوال میں حق کی طرف رجوع کرنیوالا۔

شیخ الاسلام رح:۔ فرماتے ہیں میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا یا رسول اللہ تصوف کیا ہے آپ نے فرمایا۔ دعا کا ترک کرنا اور معانی (صفات باطنی) کا چھپانا۔

صوفی ظاہراً و باطناً شریعت وسنت کے متبع ہوتے ہیں۔ اور ان کا جسم اعمال صالحہ سے اور ان کا دل حب خدا سے معمور مزین اور آراستہ ہوتا ہے۔ تواضع انکساری ان کا شعار ہوتا ہے۔ نفس اور اس کی خواہشات سے وہ ایسے نکل گئے ہوتے ہیں کہ نفس کو ان پر یہ امید ہی نہیں ہوتی۔ کہ وہ اس کی کوئی بات یا خواہش پوری کریں گے۔ اب ہم ذیل میں چند حضرات کے جو ان صفات سے آراستہ ہیں۔ اقوال اور حالات بیان کرتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ:- آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زمین و آسمان کے خزانے دکھائے۔ جنت اور اس کی نعمتیں مجھ پر کھول دیں۔ اور ملکوت اعلیٰ کا مجھے سیر کرایا۔ اور فرمایا بایزید! ان چیزوں میں سے مانگ تو جو چیز مانگے گا۔ تجھے دوں گا۔ میں نے عرض کیا میرے آقا میں کسی چیز کو نہیں چاہتا میں تو تجھ سے تجھ کو ہی مانگتا ہوں۔

آپ کا ایک دوست تھا۔ اس نے آپ سے کہا کہ میں تیس سال سے رات کو نمازیں پڑھتا ہوں۔ اور دن کو روزہ رکھتا ہوں۔ لیکن جو آپ کا حال ہے وہ میرا نہیں آپ نے فرمایا اگر تو تین سو سال بھی اس طرح عبادت کرتا رہے۔ تو پھر بھی تو رب کو نہیں دیکھ سکتا۔ اس نے کہا کیوں آپ نے فرمایا اس لئے کہ تو اپنی عبادت سے اپنے آپ کو دیکھ رہا ہے۔ اور تو خودی کے حجاب میں پڑا ہوا ہے۔ جب تک یہ پردہ نہیں اٹھے گا۔ تو رب کو نہیں دیکھ سکتا۔ اس نے کہا پھر اس کا علاج کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسی وقت نائی کے پاس جا۔ اور اس سے کہہ کہ وہ تیرے چار کا صفایا کرے۔ اور پھر تو صرف ایک لنگوٹی کے سوا اپنے بدن سے سارے کپڑے اتار کر برہنہ ہو۔ اور اپنے گلے میں اخروٹوں کی ایک تھیلی باندھ اور گلیوں اور کوچوں میں گھوم اور لڑکوں کو کہہ کہ جو مجھ کو ایک مکا مارے گا اس کو ایک اخروٹ دوں گا۔ اس نے کہا کہ یہ تو بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا پھر رب کا پانا بھی مشکل ہے

سعید ابن جبیرؒ:- حجاج ابن یوسف کو ان سے سخت عداوت تھی ایک دن اس نے ایک شخص کو جس کا ملتمس تھا۔ بیس آدمی دے کر ان کو پکڑنے کے واسطے بھیجا۔

وہ ان کو تلاش کرتا ہوا ایک راہب کے صومعہ (عبادت خانہ) میں پہنچا۔ اور اس سے آپ کا پتہ دریافت کیا۔ راہب نے کہا کہ اس کے کچھ حالات بیان کئے۔ پھر راہب نے کہا وہ فلاں جگہ رہتا ہے۔ جب وہ وہاں گئے۔ تو آپ کو سجدے میں پایا کہ آپ بلند آواز سے مناجات کر رہے ہیں۔ انہوں نے قریب ہو کر آپ کو سلام کہا۔ آپ نے سجدے سے سر اٹھایا۔ اور اپنی نماز کو پورا کر کے ان کو سلام کا جواب دیا۔

انہوں نے کہا ہم کو حجاج ابن یوسف نے آپ کو پکڑنے کے لئے بھیجا ہے۔ اور اس کی اجابت کرنی آپ پر فرض ہے آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا۔ اور ان کے ساتھ چل پڑے۔ یہاں تک کہ اسی راہب کے صومعہ کے پاس آئے۔ راہب نے کہا اے سوارو! کیا تم نے اپنے ساتھی کو پالیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! راہب نے کہا اب شام ہونے والی ہے۔ رات کو میرے مکان کے ارد گرد شیر کی مادہ گھومتی رہتی ہے۔ اس واسطے تم مکان کے اوپر چڑھ جاؤ۔ وہ سب مکان کے اوپر چلے گئے لیکن آپ نے اوپر جانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں مشرک کے مکان پر ہرگز پناہ نہیں لوں گا۔ میں رات کو یہیں رہوں گا۔ اور میرا رب میرا نگہبان ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو کوئی نبی ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ ایک گنہگار بندہ ہوں۔ انہوں نے کہا قسم کھا۔ کہ تو بھاگ کر نہیں جائے گا۔ آپ نے قسم کھائی جب رات کو شیر کی مادہ آپ کے قریب آئی۔ تو اس نے [illegible] اور تعظیم کے ساتھ آپ کے جسم مقدس سے اپنے جسم کو رگڑا اور پاؤں پر سر کو جھکا کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئی۔ اور پھر شیر آیا۔ اس نے بھی اسی طرح کیا۔ راہب نے یہ دیکھا اور صبح ہوتے ہی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اور وہ لوگ جو آپ کو پکڑ کر لے گئے تھے۔ وہ آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے

اور معذرت کرنے لگے۔ اور تبرک کے طور پر انہوں نے وہ خاک بھی لے لی جس پر آپ ساری رات نمازیں پڑھتے رہتے تھے اور کہتے تھے یا سعید ہم نے حجاج ابن یوسف کے سامنے بیویوں کو طلاق دینے کی قسم کھائی ہے۔ اگر آپ کو اس کے سامنے حاضر نہ کریں تو۔ اب آپ فرمائیں ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا تم مامور ہو جو تمہیں حکم ہے۔ اس کو کرو۔ میں اپنے خالق سے پناہ لیتا ہوں۔ اور اس کی قضا کو کوئی موڑنے والا نہیں ہے۔ پھر وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ شہر واسطے کے قریب پہنچے۔ آپ اپنے ساتھیوں سے کہا میری رفاقت اور صحبت کا جو تم پر حق ہے اسکا صدقہ آج کی رات تم مجھکو اجازت دو کہ تم سے کسی جگہ علیحدہ ہو کر رب کو خوب اچھی طرح یاد کروں اور موت کی تیاری کروں کیونکہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے۔ اور صبح کو میں جہاں تم چاہتے ہو تمہارے پاس آجاؤنگا۔ کسی نے کہا عین الاصل، کو پا کر ہم اثر نشان کو نہیں چاہتے کسی نے کہا جب ہم نے اپنے مطلوب کو ڈھونڈ لیا ہے۔ اب اس سے ہاتھ دھونا خلاف عقل ہے اور کسی نے کہا تم آپ کو اجازت دے دو۔ میں آپ کا ضامن ہوں۔ پھر انہوں نے آپ کو دیکھا تو آپ رو رہے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور رنگ بدلا ہوا تھا۔ اور جب سے انہوں نے آپ کو پکڑا تھا تب سے اس وقت تک آپ نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ اور نہ ہی آپ ہنسے تھے۔ پھر انہوں نے کہا اے بہترین اہل زمین کے! کیا اچھا ہوتا جو ہم آپ کو نہ جانتے اور نہ آپ کی طرف بھیجے جاتے ہمارے واسطے ویل ہے ہم آپ کو کیوں پکڑ لائے۔ حشر کے روز ہمارے خالق کے حضور میں ہماری عذر خواہی کرنی۔ اسلئے کہ وہی بڑا قاضی ہے اور وہ عدل کرتا ہے ظلم نہیں کرتا جب وہ رونے اور فریاد سے فارغ ہوئے تو جو شخص آپ کا ضامن بنا تھا۔ اس نے درخواست کی کہ ہم نے تیری مثل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ تو ہمارے واسطے دعا کر آپ نے انکے واسطے دعا کی پھر اسکے بعد انہوں نے اپنی درخواست کو قبول کر کے خلوت کی اجازت دی۔ آپ نے اپنا سر اور سارا بدن اور کپڑے دھویا۔ اور پھر رات بھر عبادت اور ذکر و مناجات میں مصروف رہے جب صبح ہوئی تو آپ نے آکر انکا دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے پوچھا کون ہے آپ نے فرمایا تمہارا رفیق جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو رونے لگے۔ اور دیر تک روتے رہے۔ اور پھر وہ آپکو لیکر حجاج کے پاس گئے۔ اور آپ کو اس کے سامنے حاضر کر دیا۔

حجاج: تمہارا کیا نام ہے۔

آپ: میرا نام سعید ابن جبیر ہے۔ (یعنی! سعادت دوست کئے ہوئے کا بیٹا۔)

حجاج: نہیں بلکہ تو شقی ابن کسیر ہے (بدبخت ٹوٹے ہوئے کا بیٹا)

آپ: ہاں! میری ماں تیری نسبت میرے نام کو اچھا جانتی تھی۔

حجاج: تو بھی بدبخت ہے اور تیری ماں بھی۔

آپ: غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔

حجاج: میں تمہیں بھڑکنے والی آگ میں عذاب دوں گا۔

آپ: اگر میں جانتا کہ تو اسکی قدرت رکھتا ہے۔ تو میں البتہ تجھکو معبود بناتا۔

حجاج: تیرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے متعلق کیا قول ہے۔

آپ: آپ نبی الرحمۃ تھے۔

حجاج: ۔ تو علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق کیا کہتا ہے۔ وہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

آپ: اگر میں اس میں داخل ہوتا تو اس میں رہنے والوں کو پہچانتا۔

حجاج: ۔ تو خلفاء کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

آپ: میں ان کا وکیل یا ذمہ وار نہیں ہوں۔

حجاج: ۔ ان میں سے تمہیں کون اچھا لگتا ہے۔

آپ: ۔ ان میں سے جو زیادہ متقی اور خدا کو زیادہ راضی کرنے والا ہے۔

حجاج: ۔ ان میں سے کون زیادہ متقی اور خدا کو راضی کرنے والا ہے۔

آپ: ۔ اس کا علم اس کو ہے جو ان کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔

حجاج: ۔ کیا وجہ ہے کہ تو ہنستا نہیں۔

آپ: ۔ وہ کیا ہنسے جو مٹی سے پیدا ہوا اور مٹی کو آگ کھائے گی۔

حجاج: پھر ہمارا کیا حال ہے کہ ہم ہنستے ہیں۔

آپ: ۔ سب قلوب برابر نہیں ہیں۔

پھر حجاج نے آپکے سامنے زبرجد اور یاقوت اور موتی لانیکا حکم کیا۔ اور ملازموں نے وہ آپکے سامنے رکھے۔ آپ نے فرمایا اگر تونے یہ دولت قیامت کے خوف اور اسکی سختی کا فدیہ دینے کیواسطے جمع کی ہے تو درست ہے۔ ورنہ قیامت کا ایک جھٹکا ایسا ہوگا۔ کہ دودھ پلانیوالی ماں اپنے بچے سے غافل ہو جائیگی۔ دنیا کے جمع کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ لیکن اس چیز میں جو پاک ہو اور اسکی زکوٰۃ دی گئی ہو۔ پھر حجاج نے لہو ولعب کے آلات کو منگوایا آپ رونے لگے حجاج نے کہا اے سعید تجھ پر افسوس ہے۔ میں تجھے کس طرح قتل کروں آپنے فرمایا۔ اے حجاج تو خود ہی اپنے واسطے قتل کی نوعیت اختیار کرلے آج جسطرح تو مجھکو قتل کریگا اللہ تعالیٰ اسی طرح تجھ کو آخرت میں قتل کریگا۔ پھر حجاج نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے معاف کر دوں۔ آپنے فرمایا اگر معافی ہے تو اللہ سے ہے تجھ سے نہیں۔ حجاج نے حکم دیا کہ اسکو لے جاؤ اور قتل کرو جب آپ دروازے سے نکلنے لگے تو ہنسے حجاج نے آپ کو واپس لانیکا حکم کیا اور پوچھا سعید! تیرے ہنسنے کی کیا وجہ ہے آپنے فرمایا اس وجہ سے کہ تو نے اللہ پر دلیری کی ہے اور اُسنے تیرے ساتھ حلم کیا ہے پھر اسنے نطع (جس کو بچھا کر کسی کو قتل کرتے ہیں) کے بچھانیکا حکم کیا۔ جب وہ بچھایا گیا تو اس نے آپکو قتل کرنیکا حکم دیا۔ آپنے کہا۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (میں نے اس ذات کیطرف اپنا منہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں مسلمان ہوں مشرک نہیں ہوں) حجاج نے کہا اس کا منہ قبلہ کی جانب سے پھیر دو آپنے کہا فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ (تم جدھر منہ پھیرو ادھر اللہ ہے) پھر اس نے کہا اسکو زمین کیطرف اوندھا کر دو۔ آپنے کہا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ (اس سے ہم نے تمکو پیدا کیا اور اسی میں ہم تمکو لوٹا دینگے۔ اور پھر ہم دوبارہ تمکو اس سے نکالیں گے۔ پھر حجاج نے کہا اسکو ذبح کرو۔ آپ نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے حجاج میرے بعد تو کسی کو قتل نہیں کر سکے گا اس کے بعد آپ کو ذبح کر دیا گیا۔ اور جب سر کو تن سے الگ کیا تو وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا تھا۔ آپنے ننانوے برس کی عمر میں شہادت پائی۔ آپ کے بعد حجاج ابن یوسف صرف پندرہ دن زندہ رہا اور مر گیا۔

ایک تبلیغی خط

شہر مانٹریال ملک کینیڈا سے ایم رشید صاحب D.M.E جو وہاں مشرقی بنگال سے ڈیزل انجن کی ٹریننگ کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ کا خط معہ جواب جو انکی طرف بھیجا گیا برائے اندراج رسالہ انوار الصوفیہ رسال خدمت ہے۔ امید ہے کہ شائع فرما کر مشکور فرمائینگے۔ امداز کنیڈا 30/12/57

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے دو ہدایت نامے موصول ہوئے اور پڑھ کر دل کو گونا گوں تسکین ہوئی۔ دنیاوی تفکرات سے بسا اوقات طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ دل پریشان ہو جاتا ہے۔ مگر آپکی میٹھی اور صحیح باتوں سے یہ تشویش دور ہو جاتی ہے۔ اور دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ سوچتا ہوں کہ دنیا میں سیاہی اور سفیدی ساتھ ساتھ ہے۔ اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اللہ تعالٰے نے ہماری زندگیوں پر مکمل تسلط نہیں بخشا ہے۔ نیز یہ سب واقعات۔ سب پریشانیاں، تنگیاں۔ یہ سب تفکرات۔ ظاہری زیان ومفاد۔ عارضی خوشیاں اسی دنیا سے وابستہ ہیں۔ اور یہیں پر رہ جائینگی۔ ساتھ جانے والی چیز تو وہ رویہ ہے جو کہ انسان مشکلات اور آسودگی کے عالم میں اختیار کرتا ہے۔ یا وہ صبر جس سے کوئی دنیاوی تکلیف برداشت کی جائے۔ یا وہ نقطہ نظر جس کے ماتحت اِنّا لِلّٰہِ وَ انا الیہ راجعون ہ پر ایمان کا اظہار کیا جائے۔ یا وہ وقت جب انتہائے تکلیف میں اللہ تعالٰے کا آسرا نہ چھوٹے اور وہ انتہائے خوشی جب کہ خدا کی یاد سے دل غافل نہ ہونے پائے۔ قصہ مختصر ہر حال میں نیت کا پھل ملتا ہے۔ اگر انسان مشکل میں توکل بر خدا سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یا خوشی میں خدا کو فراموش کرکے اپنے آپ کو سبب خوشی اور فرعون سمجھ بیٹھے۔ تو پھر انسان کہلانے کا مستحق نہیں۔ مگر انسان اب رہ ہی کتنے گئے ہیں۔ اور کتنے ایسے ہیں جو اصلی معنوں میں انسان بننا چاہتے ہیں؟ ہم نے تو نئی تہذیب میں رنگے جانے کے بعد انسانیت کا مطلب ہی الٹا سمجھ لیا ہے۔ پیٹ بھر کے کھانا اور جی بھر کے عیاشی کرنا ہی معیار انسانی رہ گیا ہے۔ اللہ تعالٰے ہمیں اپنے سایہ عاطفت میں لیکر ان گردشوں سے بچائے اور صحیح مسلمان بنائے۔ آمین!

۲۔ میرے ساتھ میرے دوست حبیب اللہ خاں بھی ہیں۔ جن کے نزدیک آخرت سے مراد آنے والی نسلیں ہیں اور آخرت میں بہبودی کا مطلب ان آنیوالوں کی بہبودی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں نیک اعمال کی تلقین صرف اس لئے کی گئی ہے کہ ہماری اولاد مزے میں رہے۔ یعنی کہ جنت کا اشارہ ان لوگوں کی باآرام زندگی سے ہے۔ ہمارے لئے نہیں! غرضیکہ وہ زندگی بعد موت کے قائل نہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ قیامت سے مراد نسل انسانی کا خاتمہ ہے۔ زمین اور دیگر نظام شمسی کی بربادی اس میں کوئی دخل نہیں! ممکن ہے زور سے زلزلہ آئے۔ بس اور کچھ نہیں۔ ان کے نزدیک تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہ سے مراد یہ ہے کہ ان حدوں سے آگے نہ جاؤ۔ مگر ان سے کم ضرور عمل کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے تو ضروری نہیں کہ ہاتھ کاٹ ہی دئے جائیں۔ اگر زانی کو سنگسار کرنیکا حکم ہے۔ تو ضروری نہیں کہ واقعی ہی سنگسار کر دیا جائے۔ نیز ذاتی ثواب کو کچھ نہیں سمجھتے ان کے خیال میں فقط اجتماعی طور پر ثواب ہوتا ہے۔ کسی ایک شخص کو اس کے نیک اعمال کا ثواب نہیں ملتا۔ مگر ممکن ہے اس کے ذاتعین کو فائدہ ہو۔ نیز یہ بھی ان کا خیال ہے کہ اسلام میں بعض احکام محض وقتی طور پر تھے۔ اور فی زمانہ رائج نہیں کئے جا سکتے۔ بہت کوشش کی ہے

مگر وہ نہیں مانتے۔ شائد میں سمجھا نہیں سکتا۔ اچھا ایک دن اللہ تعالیٰ سمجھا دیگا۔ فقط غلام ناچیز رشید

خط بالا کے جواب کی نقل

عزیز و محترم محمد رشید صاحب زاد محبتکم و حفظکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیریت بخیریت۔ آج فقیر سیالکوٹ کی طرف سے کنجاہ پہنچا۔ تو آپ کا محبت نامہ آمدہ ۳۰/۱/۵۲ ملا۔ پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے عین ثواب ہے۔ سو ڈیڑھ سو سال فرنگیوں کی غلامی اور صحبت نے ہمیں اسلام اور حقیقت اسلام سے اتنا دور کر دیا ہے۔ کہ اسلام کے صحیح خد و خال ہمارے دل و دماغ سے محو ہو کر رہ گئے ہیں۔ افرنگی رسم و رواج و آئین و تہذیب میں پلے ہوئے (تربیت یافتہ) تخیلات ہی ہمیں صحیح اسلام نظر آتے ہیں۔ دشمنان اسلام (یہود و نصاریٰ) کا یہی سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ کہ خود تو وہ کسی مجبوری سے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں لیکن مخالفت و عداوت اسلام کے یہ جراثیم ہم میں چھوڑ گئے ہیں۔ یعنی مخالفت اسلام کا جو کام وہ اتنی مدت خود کرتے رہے ہیں۔ وہی کام آج اسلام کے ان نام لیواؤں (گرویدگان فرنگ) کے سپرد کر گئے ہیں۔ گویا اسلام کی مخالفت خود یہ ننگ اسلام۔ نام کے مسلمان ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ کر رہے ہیں۔ اور اپنے تخیلات و خرافات کو یہ انگریزی مسلمان اسلام سمجھ رہے ہیں۔ واحسرتا! ع۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اور جو کوئی بھی خدا کے کلام (قرآن مجید) کو خدا کے رسول کے کلام (حدیث شریف) کے بغیر محض مغربی فلاسفروں کی تھیوری کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کریگا وہ بھی اسی گڑھے میں گریگا جس میں یہ انگریزی مسلمان گر کر اسلام اور آئین اسلام سے بیزار نظر آتے ہیں۔ ایک اس بات سے ہی آپ ان کی عقل و فہم کی داد دیجیے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o پارہ ۱۴ ع ۱۔ "ہم نے قرآن کریم کو نازل کیا۔ اور ہم اس کے محافظ ہیں" ان کی خوش فہمی کے مطابق تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت (قیامت تک) کا ذمہ معاذ اللہ بے سود لے رکھا ہے۔ بعض اوقات احکام کی نیچ لگا کر یہ لوگ بہترین نظام حکومت (اسلام) کو چھوڑ کر اسکی برکات و فوائد سے محروم ہونا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی غیر اسلامی روش کو شیطانی راہ قرار دے کر ان کو اسلام میں پورے طور پر داخل ہونے کو فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o پ ۲ ع ۹ "اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور (فاسد خیالات میں پڑھ کر) شیطان کے قدم بقدم نہ چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔ کیونکہ اسی ضابطہ حیات و نظام عالم یعنی قانون اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مقبول و پسندیدہ فرما رہے ہیں۔ فرمایا:۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ" پ ۳ ع ۱۰۔ بلا شبہ دین (حق و مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ اور فرمایا اگر اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری راہ اختیار کرے تو وہ خدا کو مقبول نہیں! وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ o پ ۳ ع ۱۷۔ اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین (راہ عمل) کو طلب و تلاش کریگا۔ اس سے (خدا کے نزدیک) مقبول نہ ہو (اور وہ شخص آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا

یعنی نجات نہ پائیگا) آخر آیہ تک۔ اور اسی رکوع میں اوپر ایک آیت میں فرمایا۔ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ ٥ کیا اس دین خداوندی کے سوا کسی اور طریقہ کو چاہتے ہیں۔ طنزاً فرمایا کہ کیوں چاہتے ہیں۔ جبکہ اس سے روگردانی فسق اور کفر ہے۔ اللہ تعالےٰ ان مسلمانوں کو فہم سلیم عطا فرمائے۔ اور ہدایت دے۔ ذیل کی آیت میں فیصلہ فرما دیا۔ کہ اسلام ہی کامل و مکمل ناقابل تبدیل قانون الٰہی و ضابطہ حیات ہے۔ یہ ہماری طرف سے ایک نعمت (بڑا انعام) ہے۔ اور تمہارے لیئے اس پر چلنا اور عمل کرنا ہماری خوشنودی اور رضامندی کا باعث ہے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا پ ٦ ع ٥۔ "آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں (اللہ) نے مکمل و کامل کر دیا۔ اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا۔ اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے ہمیشہ کے لئے پسند کر لیا۔" ان تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی عقل کا پتلا اور اپنی جان و مال کا دشمن قانون اسلام کو وقتی ٹھہرا کر اس سے اعراض (منہ موڑے) کرے اور تہذیب و تمدن و آئین و کفار کا گرویدہ (عاشق) رہے۔ تو وہ قرآن کریم میں اپنا مقام و ٹھکانا تلاش کر لے۔ کہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا حشر کیا ہوگا ع جو اس پر بھی نہ وہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے! آج حشر و نشر کا انکار کرنے سے اس کے انجام بد سے ہم بچ نہیں سکتے! ؎

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت :: کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

تجھے کل روز روشن کی طرح معلوم ہو جائیگا۔ کہ کل اندھیری رات (حیات دنیا) میں کس کے ساتھ عشقبازی کرتے رہے ہو۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ بے شک اللہ تعالےٰ خبر رکھتا ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو۔ جو لوگ زندگی بعد از موت کے قائل نہیں وہ اپنے مسلمان ہونے کا کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ایمان کی صفتوں میں وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ کے الفاظ آئے ہیں۔ اور قرآن کریم کا مکی حصہ اکثر بعث بعد الموت کی تائید اور تصدیق سے بھرا پڑا ہے۔ کفار مکہ بھی اس کے منکر تھے۔ جن کے رد و ابطال میں یہ حصہ قرآن نازل ہوا۔ یہی انکار ان کا کفر تھا۔ آج اسلامی عقیدہ کے لئے بن گیا۔ خدا کی شان آج اللہ کے دوست (حبیب اللہ) بجٰی عدو اللہ (اللہ کے دشمنوں) کی سی باتیں کر رہے ہیں اور انہی کا سا اعتقاد رکھتے ہیں۔ یا للعجب! نماز پڑھنے والے مسلمان روزانہ نمازوں میں کئی بار سورہ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھتے ہیں۔ جو دیباچہ قرآن (ام القرآن) مانی گئی ہے۔ اس میں صراط مستقیم پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق و ہدایت کی درخواست کی گئی ہے۔ (اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ٥) اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کا روشن نشان و پتہ بتا دیا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ وہ راستہ ان لوگوں کا ہے۔ جن پر تو نے (یا اللہ) انعام کیا (انبیاء۔ صدیق۔ شہداء۔ صالحین) کا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ٥ نہ ان کا جن پر غضب نازل ہوا (یہود کا) اور نہ گمراہوں۔ (نصاریٰ و دیگر مشرکین کا) جب نزول قرآن کریم کے وقت سے ہی ہمیں ان یہود و نصاریٰ اور دیگر مشرکین کی راہ و رسم (باقی صفحہ ۱۵ پر دیکھو)

زرّیں ارشادات

حضرت خواجہ خواجگان مشکل کشائے بلا گرداں شہنشاہ نقشبندی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۔ فرمایا کہ ہماری خواجگان کی نسبت چار وجہ سے ہے۔ ایک حضرت خضر علیہ السلام سے۔ دوسری حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ تیسرے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جو ان کو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ سے کے ذریعہ سے ملی۔ اور چوتھے جو ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملی۔ اسی سبب ان کی نسبت نسبتِ مشائخ کہتے ہیں۔

۲۔ فرمایا ہمارا روزہ نفی ماسوا اللہ ہے۔ اور نماز کائنات سے نیاز ہے۔ تو

تا روئے تو دیدم اے شمع طراز ؛ نے کار کنم نے روزہ دارم نہ نماز

چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز ؛ چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

۳۔ فرمایا وقوف قلبی و وقوف عددی میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہئیں۔ کہ وہ اطلاع خلق ہے۔ فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یا ابا العنق ارفع غفلت۔ ذکر اس طرح کرنا چاہیئے۔ کہ اہل مجلس میں کوئی نہ معلوم کرے۔

۴۔ فرمایا رفع غفلت کا نام ذکر ہے۔ جس وقت غفلت رفع ہو گئی تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو۔

۵۔ فرمایا رعایت وقوف قلب ہر حال میں چاہیئے۔ یعنی کھاتے ہیں۔ بات کرتے ہیں۔ سنتے ہیں۔ بات کرتے ہیں۔ خریدتے ہیں۔ فروخت کرتے ہیں۔ عبادت میں۔ نماز میں۔ قرآن شریف پڑھتے میں۔ لکھتے ہیں۔ چلتے ہیں۔ وعظ فرماتے ہیں ایک لمحہ غافل نہ ہو۔ کہ مقصود حاصل ہو سکے۔ یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی۔ شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی۔

بزرگوں کا مقولہ ہے۔ کہ اگر ایک پلک جھپکانے کے اندر اللہ تعالیٰ سے غافل تو باقی طول عمر اس نقصان کا تدارک نہ کر سکے گا۔

۶۔ فرمایا باطن کا نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے۔ لیکن بعنایت حق سبحانہ تعالیٰ و تربیت خاصان حق جلد میسر ہو جاتا ہے۔ بے عنایات حق و خاصان حق۔ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق۔

۷۔ فرمایا دوستان حق کی صحبت میں ہم سبق ہوں۔ اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں۔ اور شرائط صحبت بجا لانے سے باطن کا نگاہ رکھنا جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کامل مکمل کے ایک التفات نظر سے اس قدر تصفیہ باطن ہو جاتا ہے کہ ریاضات کشیدہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

۸۔ فرمایا ارباب ارشاد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ کامل مکمل۔ کامل مقلد۔ فرمایا کامل مکمل۔ نورانی اور نور بخش ہوتا ہے کامل نورانی ہوتا ہے۔ مگر نور بخش نہیں ہوتا۔ مقلد وہ جو بحکم شیخ خود کام کرے۔

نظم

از جناب مولوی عمر الدین صاحب شیدا جماعتی نقشبندی وکیل بیکانیر

حضور آتے ہیں محفل میں اٹھو تعظیم کو دل سے ٭ جو ہو تعظیم کا منکر نکل جائے وہ محفل سے
نکلتی ہیں اگر دل سے تمنائیں نکل جائیں ٭ تمہاری آرزو دل میں رہے نکلے نہ یہ دل سے
بناؤ میرے دل میں گھر اگر تم یا رسول اللہ ٭ میں سمجھونگا کوئی منزل نہیں بہتر مرے دل سے
ترحم یا نبی اللہ کہ وقت دستگیری ہے ٭ پڑے ہیں سخت مشکل میں بچاؤ ہمکو مشکل سے
الٰہی بے نواؤں میں وطن میں بھی مسافر ہوں ٭ مجھے پہنچا دے منزل پر پڑا ہوں دور منزل سے
تمہیں تم ہو تصور میں تمہیں تم ہو خیالوں میں ٭ میں اس محفل میں رہتا ہوں غرض کیا اور محفل سے
یہ دنیا چند روزہ ہے۔ غم دنیا بھی فانی ہے! ٭ غم عقبیٰ سلامت ہے نکل جائے نہ یہ دل سے
کرو وہ کام جس سے ہو خدا راضی نبیؐ راضی ٭ دعا مانگا کرو کچھ عاقبت کیواسطے دل سے
کرو قائم نماز دنکو کوئی حد بھی ہے غفلت کی ٭ خدا راضی ہے شاغل سے خدا ناخوش ہے غافل سے

یہاں سے سب علیٰ قدر مراتب لے کے جاتے ہیں
مگر شیدا چلا ہے درد لیکے تیری محفل سے

ہے فخر اس کا مجھے نسبت ہے ایسے پیر کامل سے ٭ کہ عالم ایسے مردانِ خدا ہوتے ہیں مشکل سے
مرے مرشد کی رحلت نے مرا دل چور کر ڈالا ٭ یہ صدمہ وہ نہیں دب جائیگا جو صبر کی سل سے
خداوندا وہ تیرے ایک بندے تھے کروڑوں میں ٭ عروج حق پہ قائم تھے نہیں دبتے تھے باطل سے
دکھا دے یا الٰہی روضۂ پُر نور حضرت کا! ٭ تری رحمت سے پہنچا دے ملا دے پیر کامل سے
وہ رخصت کیا ہوئے برپا ہوا کہرام سینے میں ٭ امیدیں ملکے روتی ہیں مگر حسرت بھرے دل سے
ہزاروں حسرتیں لیکر گیا ہوں ان کی محفل میں ٭ ہزاروں محفلیں لیکر اٹھا ہوں اونکی محفل سے
میرے حضرت کی سب اولاد کامل اور اکمل ہے ٭ وہ ہادی ہیں وہ رہبر ہیں وہ سب واقف ہیں منزل سے
سخی ابن سخی تھے وہ سخاوت کام تھا اون کا ٭ لٹا دیتے تھے سب نعمت، وہ خوش ہوتے تھے سائل سے

مزا آتا تھا محفل کا ہمیں شیدا علی پور میں!
بتاؤں وہ کیا دیتے تھے کیا ملتا تھا محفل سے

خبریں

۱- عالیجناب فضیلت مآب استاد العلماء فضلا۔ امام الدین۔ صدر الافاضل مولانا الحاج حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پوری۔ دربار چورہ شریف سے کیمبل پور تشریف لائے۔ اور وہاں سے یاران پشاور کی درخواست پر پشاور تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے جناب جہلم تشریف لائے۔ اور جہلم میں یاران طریقت اور عقیدتمندان آستانہ عالیہ علی پور کو اپنے فیوضات سے سیراب فرماتے رہے۔ اور وہاں سے یاران چکوال بالخصوص محترم جناب صوبیدار میجر علی گوہر کے اصرار پر حضور چکوال اور بھوا تشریف لیگئے۔ اور بھوا میں چوہدری علی گوہر صاحب صوبیدار میجر نے آپکی آمد کی خوشی میں تمام اطراف حضور کی تشریف آوری کے اشتہارات تقسیم کرائے اور ہزارہا بندگان خدا اس محبوب الٰہی کی زیارت اور برکات کے حصول کے لئے حاضر ہوکر انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضور کا ارادہ ابھی اور چند یوم چکوال میں قیام کا ہے۔

۲- عالیجناب حضرت مولانا الحاج پیر حافظ صاحبزادہ نور حسین شاہ صاحب علاقہ جھنگ میں رونق افروز ہیں۔ اور غلامان و یاران طریقت خوش قسمتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول ان کی رہنمائی کیلئے اور ان کو نور ایمان عطا کرنے کے لئے رونق افروز ہیں۔

۳- آستانہ عالیہ میں بالکل خیریت ہے۔ اور عالیجناب حضرات صاحبزادگان عالی مقام جناب مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ اور پیر سید انور حسین شاہ۔ پیر سید [illegible] شاہ۔ پیر سید [illegible] شاہ صاحب آستانہ عالیہ میں موجود ہیں۔ شب و روز غلامان اور عقیدتمندان سرکار عالی اعلیٰ حضرت امیر ملت۔ نور اللہ مرقدہ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوکر انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔

۴- چونکہ آستانہ عالیہ کے نزدیک بھٹہ نہ تھا۔ اسلئے روضہ اقدس کی تعمیر کیلئے علی پور شریف میں بھٹہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور عنقریب تعمیر روضہ اقدس شروع کر دی جاویگی۔ [illegible] غلامان کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کار خیر میں شامل ہوکر سعادت دارین حاصل کریں۔

رپورٹ ہا حلقہ

۱- کوہاٹ۔ جمعرات کے روز بر مکان جناب پیر سعید شاہ صاحب۔ اور اتوار کے دن بر مکان بابو غلام حسین صاحب۔ یاران کا اجتماع ہوتا ہے ختم خواجگان نعت خوانی مجلس حلقہ گوئی ہے۔ (۲) پشاور میں زیر قیادت جناب حافظ سلطان احمد یاران طریقت کا اجتماع ہر جمعہ کے روز ڈھکی دالگراں میں ہوتا ہے اور ختم خواجگان۔ نعت خوانی اور مراقبہ ہوتا ہے۔

۲- ملتان میں یاران کا اجتماع [illegible] اور ختم خواجگان نعت خوانی۔ مراقبہ بر مکان جناب حاجی خوشی محمد صاحب ہوتا رہا۔

۳- کراچی۔ قصور۔ کیمبل پور [illegible] مولیٰ کریم تمام یاران طریقت کو مجالس حلقہ [illegible]۔